غزل کے اشعار کی تشریح

شعر1۔ دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے

آخر اس درد کی دوا کیا ہے

تشریح:

غالب کا یہ سادہ سا شعر اپنے اندر معنویت اور فکر انگریزی لیے ہوئے ہے ۔قدرت نے غالب کو فکر اور احساس عطا کیا ہے غالب اسیری میں اپنے دل سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اے دل تجھے کیا ہو گیا ہے کہ محبوب کے جو ستم کے باوجود تو اس کی طرفداری کر رہا ہے تو اپنی نادانی کی وجہ سے مریض عشق بن رہا ہے اگر تیرا یہی حال رہا تو پھر تو جیسے بیمار عشق کا علاج میں کیسے کروں گا۔

شعر2۔ ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار

یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ہے تضاد عشق میں ایسا مقام آیا تو کیا کرو گے

میں رو رہا ہوں تو ہنس رہے ہو میں مسکرایا تو کیا کرو گے

کسی بھی شاعر اپنے محبوب کی دیدار کا متمنی ہے۔ اسی نقطہ کی وضاحت کرتے ہوئے شاعر اس بات کا تقاضہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ عشق عاشق اور محبوب کی باہمی تعلقات و رضامندی سے ہی نام پیدا کرنا ہے ۔ عشق میں تضاد عشق کی تباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے غالب بھی نہیں ہمارے اور میوہ کے درمیان قطعی متضاد کیفیت پائی جاتی ہے۔ ہم نے بہو کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہیں اور اس کی خاطر ہر مشکل کو برداشت کرتے ہیں لیکن وہ ہے کہ ہمیں خاطر ہی میں نہیں لاتا ہر وقت بیزار رہتا ہے اور دور رہتا ہے۔

شعر3۔

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں

کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

تشریح:

اس شعر میں شاعر اپنے محبوب سے شکایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم تو اپنی تمام تر پریشانیاں بغیر کسی رعایت کے سب سے کہہ دیتے ہو اور غیروں سے ان کا حال احوال دریافت کرتے ہو۔ ہمارے پاس بھی سکھائے تو کے انبار لگے ہوئے ہیں جن کو بیان کرنے کے لئے کئی دفاتر درکار ہیں لیکن ہمارا محبوبہ کے ہم سے ہماری احوال پرستی نہیں کرتا، وہ میرے دل کی خواہش کا خیال نہیں لگتا میری یہ دلی خواہش ہے کہ میرا محبوب میرے حال دل سے آگاہ ہو جو ہم اسے اپنا دکھ بتا سکیں۔

فرصت کسے تھی جو میرے حالات پوچھتے

ہر شخص اپنے بارے میں کچھ سوچتا ملا

شعر4۔ ہم کو ان سے وفا کی ہے امید

جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

تشریح:

کسی سے مصر اپنے محبوب کی معصومیت اور لاپرواہی سے نالاں ہے ۔وہ اس کے اصل مفہوم سے ناآشنا ہے شاعر کہتا ہے کہ محبوب کو معلوم نہیں کہ اس کسے کہتے ہیں۔ اس لیے اسے محبت وفا کی امید رکھنا بے کار ہے۔ ہمارے محبوب کی ذاتظلم و ستم جفا اور بے وفائی کا دوسرا نام ہے لیکن ہم ایک سچے عاشق کی طرح نے کہ محبوب

کی بے وفائی کے باوجود اسے ٹوٹ کر چاہتے ہیں کہ شاید کبھی اس کا دل ہماری طرف مائل ہو جاؤ اور ہماری امیدوار آجائے۔

ہم ان سے حالِ دل رو رو کے کہتے ہیں

وہ ہنس ہنس کے ہم کو دیوانہ کہتے ہیں

شعر5۔ ہاں بھلا کر تیرا بھلا ہوگا

اور درویش کی صدا کیا ہے

تشریح:

ہماری شاعری کی روایت کے مطابق خود کو ایک مثال بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ غالب اپنے محبوب سے کہہ رہے ہیں کہ اگر تو دستور عشق کے مطابق ہم پر التفات نہیں کرتا تو نہ سہی ۔لیکن میں تجھ سے ایک فقیر کی طرح سوال کرتا ہوں کہ میرا دامن محبت کی موتیوں سے بھر دے مجھے خالی ہاتھ نہ بھیج۔ یعنی دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کی روایت کو جاری و ساری رکھ تاکہ اس کے صلہ میں تجھے بھی اچھا اجر ملے شاعر اپنے محبوب کو کسی قسم کی آزمائش میں مبتلا نہیں دیکھنا چاہتا زمانے کی روایات کے مطابق میری جھولی میں تھوڑی سی خوشیاں ہی ڈال دے اللہ تجھے اس کا اجر دے گا۔

شعر6۔ جان تم پر نثار کرتا ہوں

میں نہیں جانتا دعا کیا ہے؟

تشریح:

محبت کا پودا قربانی کی کرنوں سے پروان چڑھتا ہے۔ اس شعر میں شاعر اپنے محبوب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ میں زبانی باتوں سے کام چلانے والا نہیں، بلکہ میرے دل میں اپنے محبوب کے لئے بڑی چاہت ہے اور میں اس چاہت کی خاطر اپنی جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کروں گا غالب کہتے ہیں کہ میں محبت میں خود کو اپنی محبوب پر قربان کر دوں گا۔ لیکن یہ دعا ہرگز نہ کروں گا کہ خدا میرے محبوب کو میری طرف مائل کر دے بلکہ اس کی ہر خوشی پر سر تسلیم خم کروں گا میں ایک سچا عاشق ہوں اور ایک سچا عاشق بھی مرضِ یار کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا اسی لئے میں بھی اسکی مرضی کے خلاف کوئی دعا نہیں کروں گا لیکن اسے تمام عمر چاہتا رہوں گا۔

شعر7۔ میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب

مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

تشریح:

اس شعر میں غالب کہتے ہیں کہ دنیا جو بھی چیز دے اسے لے لو کیونکہ دنیا والے جو کچھ نفرت یا محبت دیتے ہیں اس میں کچھ بھی جمع پونجی خرچ نہیں کرنی پڑتی اس لئے اے غالب ! جو کچھ تمہارے ہاتھ لگے اسے مت ٹھکراو۔ یہی بات وہ اپنے معشوق کو بھی سمجھا دینا چاہتے ہیں کہ میں تمہاری نظر میں کچھ بھی نہیں ہوں لیکن دوسری طرف یہ بھی تو دیکھو کہ مجھے حاصل کرنے کے لئے تمہیں کچھ بھی محنت نہیں کرنی پڑ رہی بغیر کوئی قیمت ادا کیے تمہیں مل رہا ہوں اس لئے مجھے قبول کر لو۔